Pathway to Ilm

ماہانہ آرٹیکل

ذو الحجة 1446 / مئی 2025 | شمارہ: 12

ذوالحجہ کے ابتدائی 10 دنوں کی فضیلت اور اہمیت

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

ذوالحجہ کے پہلے دس دن اسلامی سال کے مقدس ترین دنوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان دنوں میں کئے گئے نیک اعمال اللہ ﷻ کو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں، حتیٰ کہ رمضان کے دنوں سے بھی بڑھ کر، جیسا کہ بہت سے علماء نے فرمایا ہے۔ یہ وہ دن ہیں جن میں دنیا بھر کے مسلمان عبادت میں اضافہ کرتے ہیں جیسے نماز، روزہ، ذکر اور صدقہ، تاکہ اللہ ﷻ کی رضا حاصل کی جا سکے۔ جو افراد حج ادا نہیں کر پاتے، ان کے لیے ان دنوں میں اجر و ثواب کمانے کا خاص موقع ہیں۔

اللہ ﷻ نے سورۃ الفجر میں ان دس راتوں کی قسم کھائی ہے:

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ

"قسم ہے فجر کی، اور (ان) دس راتوں کی۔" (سورہ الفجر 89:1-2)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"کوئی دن ایسا نہیں جس میں نیک عمل اللہ ﷻ کو ان دس دنوں (ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں) میں کیے جانے والے اعمال سے زیادہ محبوب ہوں۔ ان ایام میں ایک دن کا روزہ اللہ کے ہاں ثواب میں ایک سال کے روزوں کے برابر ہے، اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کی طرح اجر و ثواب رکھتی ہے۔" (سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ)

ایک اور روایت میں ہے: "اللہ ﷻ کے نزدیک ان دس دنوں سے بڑھ کر کوئی دن نہیں جن میں نیک اعمال زیادہ محبوب ہوں۔ پس ان دنوں میں تہلیل (لا إله إلا الله)، تحمید (الحمد لله) اور تکبیر (الله أكبر) کی کثرت کرو۔" (مسند احمد)

<u>قربانی (اُضحیہ) کی اہمیت</u>

اُضحیہ ایک عربی اصطلاح ہے جو جانور کی قربانی کو ظاہر کرتی ہے۔ اردو اور فارسی میں عام طور پر "قربانی" کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جو عربی لفظ "قربان" سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب ہے "اللہ ﷻ کی رضا کے لیے کیا گیا عمل"۔ اسلامی اصطلاح میں، قربانی ان ایام میں اللہ ﷻ کے نام پر جانور کو ذبح کرنے کو کہا جاتا ہے۔ اللہ ﷻ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

"پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔" (سورۃ الکوثر: 108:2)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"ابن آدم نے قربانی کے دن خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ خدا کے حضور پسندیدہ کوئی کام نہیں کیا اور بے شک وہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور بے شک خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے۔ لہذا خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔" (سنن ترمذی)

قربانی کس پر واجب ہے؟

قربانی ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو: بالغ ہو، عاقل ہو، مقیم ہو (شرعی مسافر نہ ہو)، (شرعی مسافر کی مسافت کے لئے دسمبر 2024 کا شمارہ نمبر 6 کا مطالعہ فرمائیں)، اور صاحب نصاب ہو (یعنی ضروریاتِ زندگی سے زائد مال رکھتا ہو جتنا کہ زکوۃ کے لیے نصاب ہے)۔ یہ بچوں، مجنون اور مسافروں پر واجب نہیں، تاہم ان کے لیے کرنا ثواب کا باعث ہے۔ صدقہ، قربانی کا متبادل نہیں بن سکتا۔

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت ذوالحجہ کی دس تاریخ کو عید کی نماز کے بعد سے لے کر بارہ تاریخ کے سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے تک ہے، ان تین ایام میں سے جس دن بھی آدمی چاہے بلا کراہت قربانی کر سکتا ہے، قربانی کے فریضہ کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ البتہ ثواب کے اعتبار سے پہلے دن قربانی کرنا زیادہ افضل ہے، پھر دوسرے دن اور پھر تیسرے دن۔ اور جہاں عید کی نماز نہ پڑھی جائے (یعنی دیہات اور گاؤں میں) وہاں لوگ دس ذوالحجہ کی صبح صادق کے بعد بھی قربانی کا جانور ذبح کر سکتے ہیں۔

یہ بات یاد رکھیں اگر آپ نے کسی اور کو اپنی قربانی کا اختیار دیا ہے (وکیل بنایا ہے) تو یہ یقینی بنائیں کہ آپ کے مقام اور جہاں قربانی کی جارہی ہے ان دونوں جگہوں میں ایام النحر (قربانی کے دن) ہوں تاکہ آپ کی طرف سے کی گئی قربانی درست ہو، اور بوقتِ ضرورت اپنے قریبی کسی عالم سے مسئلہ پوچھا جائے۔

قربانی کے گوشت کی تقسیم

قربانی کا گوشت خود کھانا بھی جائز ہے اور اسے رشتہ داروں اور دوستوں میں تقسیم کرنا بھی جائز ہے، چاہے وہ امیر ہوں یا غریب، بہتر ہے کہ گوشت تین حصوں میں تقسیم کیا جائے: 1. خود اور اپنے اہل خانہ کے لیے، 2. رشتہ داروں و دوستوں کے لیے، 3. غریبوں و مساکین کے لیے۔

مزید ہدایات

- قربانی کے لیے بکری، دنبہ، گائے، بھینس، بیل یا اونٹ جائز ہیں۔
- گائے، بھینس یا اونٹ میں سات افراد کو برابر حصوں میں شریک کیا جا سکتا ہے، جبکہ بکری یا دنبہ ایک فرد کی طرف سے ہوگا۔
- قربانی کے وقت جانور کی عمر کتنی ہونی چاہیے اس بارے میں شریعتِ مطہرہ میں قربانی کے جانور کی قربانی درست ہونے کے لیے ان کے لیے ایک خاص عمر کا ہونا ضروری ہے ورنہ قربانی درست نہیں ہوگی، اور وہ عمریں یہ ہیں کہ بکرا، بکری وغیرہ کی ایک سال، گائے، بھینس وغیرہ کی دو سال، اور اونٹ، اونٹنی کی عمر پانچ سال پورا ہونا ضروری ہے، دنبہ اور بھیڑ وغیرہ اگر چھ ماہ کا ہو جائے، لیکن وہ صحت اور فربہ ہونے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی بھی درست ہوگی۔ اگر یقینی طور پر معلوم ہو کہ ان جانوروں کی اتنی عمریں ہو گئیں ہیں (مثلاً: جانور کو اپنے سامنے پلتا بڑھتا دیکھا ہو اور ان کی عمر بھی معلوم ہو) تو ان کی قربانی درست ہے، پکے دانت نکلنا ضروری نہیں، بلکہ مدت پوری ہونا شرط ہے۔ یعنی اگر کسی جانور کے پکے دانت نہ بھی نکلے ہو مگر وہ عمر کے لحاظ سے مکمل ہو گیا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔
- قربانی کرنے والے کو یکم ذوالحجہ سے قربانی کا جانور ذبح ہونے تک ناخن اور بال نہ کاٹنے کی ترغیب دی گئی ہے، لیکن اگر کوئی کاٹ لے تو پھر بھی قربانی درست ہوگی۔
- اگر کسی کو اللہ ﷻ نے مالی وسعت دی ہو تو وہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم، امت مسلمہ، اور اپنے عزیز و اقارب کی طرف سے بھی قربانی کر سکتا ہے۔

یومِ عرفہ (9 ذوالحجہ) کی فضیلت

یومِ عرفہ، یعنی ۹ ذوالحجہ، اسلامی مہینوں کے سب سے بابرکت دنوں میں سے ایک ہے۔ یہ وہ دن ہے جب لاکھوں حجاج میدانِ عرفات میں جمع ہوتے ہیں، اور جو لوگ حج ادا نہیں کر رہے ہوتے ہیں ان کے لئے بھی یہ دن بڑی فضیلت والا ہے، یہ مغفرت، رحمت، اور جہنم سے نجات کا دن ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے بڑھ کر بندوں کو آگ سے آزاد فرماتا ہو، وہ (اپنے بندوں کے) قریب ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کے سامنے ان لوگوں پر فخر کرتا ہے اور پوچھتا ہے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟" (صحیح مسلم)

ایک اور حدیث میں حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یومِ عرفہ کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"یہ پچھلے اور اگلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔" (صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ)

۹ ذوالحجہ ہر جگہ ایک جیسی نہیں ہوتی

اگرچہ یومِ عرفہ کی فضیلت مسلم ہے اور یہ دن روحانیت سے بھرپور ہے، مگر ایک عام غلط فہمی کی اصلاح ضروری ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بابرکت دن دنیا کے ہر حصے میں اس وقت ہونا چاہیے جب حجاجِ کرام میدانِ عرفات میں وقوف کر رہے ہوں، چاہے وہ دنیا کے کسی بھی ملک میں ہوں۔

یہ نظریہ نہ صرف اسلامی فقہ کے اصولوں سے ٹکراتا ہے، بلکہ عملی حقائق کو بھی نظر انداز کرتا ہے — خصوصاً اُن ممالک میں جہاں سعودی عرب سے وقت کا بڑا فرق ہے، جیسے کہ آسٹریلیا جو سعودی عرب سے ۷ یا ۸ گھنٹے آگے ہے۔

آسٹریلیا کے کچھ مسلمان یومِ عرفہ کا روزہ سعودی عرب کی ۹ تاریخ کے مطابق رکھتے ہیں جب کہ سعودی عرب میں حجاج کا دن ابھی شروع بھی نہیں ہوا ہوتا، ، اور جب یہ آسٹریلیا والے افطار کر رہے ہوتے ہیں یعنی روزہ ختم کر چکے ہوتے تو اس وقت حجاج عرفات میں اپنی عبادتوں کو شروع کر رہے ہوتے۔ تو پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ روزہ عرفہ کے وقوف کے ساتھ منسلک ہو، جب کہ عمل تو بعد میں ہو رہا ہے؟

درحقیقت، یومِ عرفہ کی تعیین حجاج کے عمل سے نہیں ہوتی، بلکہ قمری تقویم کے مطابق ۹ ذوالحجہ کی تاریخ سے ہوتی ہے، اور یہ تاریخ مقامی رؤیتِ ہلال سے متعین ہوتی ہے۔

جس طرح ہم رمضان کے روزے، عیدالفطر اور دیگر اسلامی تاریخیں اپنی مقامی چاند کی رؤیت کے مطابق کرتے ہیں، اسی طرح یومِ عرفہ اور عیدالاضحیٰ بھی اسی اصول پر ہونی چاہیے۔ یہی طریقہ اکثر سلف صالحین اور جمہور علماء کا موقف ہے۔

ہمیں ان مقدس ایّام کی تعظیم کرتے ہوئے یہ ضرور یقینی بنانا چاہئے کہ ہم صحیح اصولوں کی پیروی کر رہے ہیں، نہ کہ محض ایک علامتی مطابقت کی جس کی نہ شرعی بنیاد ہے اور نہ عملی۔

اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عیدالاضحیٰ حاجیوں کے ساتھ منانی چاہئے، وہ اس بات کو نظر انداز کرتے ہیں کہ حجاج عید کی نماز ہی ادا نہیں کرتے، بلکہ وہ حج کے مخصوص اعمال میں مصروف ہوتے ہیں، جب کہ باقی امت عید منا رہی ہوتی ہے۔

جب حج کے مناسک اور امت کی عید کا عمل ایک جیسا نہیں، تو وقت کو زبردستی کیوں یکساں کیا جائے؟

ذیل میں چند فتاویٰ نقل کئے جا رہے ہیں، جن میں متعدد معتبر علماء، حتیٰ کہ خود سعودی علماء کرام نے واضح طور پر کہا ہے کہ مقامی رؤیت کو ہی معیار بنایا جائے، اور سعودی عرب کے ساتھ مطابقت ضروری نہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمۃاللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ یومِ عرفہ کا روزہ مقامی چاند کی رؤیت کے مطابق ہونا چاہیے یا حرمین (مکہ و مدینہ) کے حساب سے؟

انہوں نے جواب دیا کہ علماء کے درمیان اس میں اختلاف ضرور ہے، لیکن راجح (درست) قول یہی ہے کہ رؤیت کا اختلاف معتبر ہے۔
اگر کسی ملک میں چاند مکہ سے پہلے نظر آجائے تو ان کا ۹ ذوالحجہ سعودی عرب کے ۱۰ تاریخ کو ہو سکتا ہے، جو کہ ان کے لیے عید کا دن ہوگا، اس لیے ان کے لیے روزہ رکھنا جائز نہیں ہوگا۔ اسی طرح، اگر کسی ملک میں چاند دیر سے نظر آئے تو ان کی ۹ تاریخ مکہ کی ۸ تاریخ کو ہوگی، اور انہیں اپنے مقامی کیلنڈر کے مطابق روزہ رکھنا ہوگا۔

انہوں نے اس رائے کی بنیاد اس حدیث پر رکھی: "جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو، اور جب چاند دیکھو تو روزہ چھوڑ دو" اور اس بات پر قیاس کیا ہے کہ جس طرح نمازوں کے اوقات مختلف علاقوں میں مختلف ہوتے ہیں، اسی طرح قمری مہینوں کی تاریخیں بھی مقامی ہونی چاہییں۔ (ماخوذ از: مجموع الفتاوی، جلد ۲۰)

جب حضرت مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا عید الاضحیٰ کو سعودی عرب کے یومِ عرفہ کے ساتھ منانا چاہیے، تو انہوں نے اس نظریے کو شدید طور پر مسترد کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ خیال قرآن، سنت اور چودہ سو سالہ فقہی روایت کے سراسر خلاف ہے، اور اسلامی فقہ میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں۔

انہوں نے وضاحت کی کہ اگرچہ امت میں اتحاد ایک اعلیٰ مقصد ہے، مگر اتحاد کا مطلب یہ نہیں کہ عبادات کے اوقات میں بھی یکسانیت ہو۔
دنیا بھر میں نمازوں اور روزوں کے اوقات مختلف ہوتے ہیں، کیونکہ وقت کے خطے (Time Zones) مختلف ہیں، اور اسی طرح عیدین بھی مختلف علاقوں میں مقامی چاند کی رؤیت کے مطابق منائی جاتی ہیں۔
مفتی تقی عثمانی صاحب نے مزید فرمایا کہ کسی بھی قدیم فقیہ نے یہ بات نہیں کہی کہ عید الاضحیٰ کی تعیین مکہ مکرمہ میں حج کے دن کے مطابق ہونی چاہیے، حالانکہ تاریخی طور پر یہ معلومات عشرۂ ذوالحجہ سے پہلے دستیاب ہوتی تھیں۔ اگر ایسا کرنا ضروری ہوتا، تو یقیناً پچھلے ادوار کے علماء اس پر زور دیتے، مگر ایسا کبھی نہیں کیا گیا۔ انہوں نے تنبیہ کی کہ ایسے نظریات بظاہر اتحاد کی بات کرتے ہیں، مگر حقیقت میں امت میں اختلاف اور فتنہ پیدا کرتے ہیں۔ ایسے معاملات کو اہلِ علم، اور بین الاقوامی فقہی اداروں کے حوالے کرنا چاہیے، نہ کہ عام سطح پر جذباتی یا انفرادی فیصلوں کی بنیاد پر اپنایا جائے۔
اسی سلسلے میں، سعودی عرب کے سابق مفتیٔ اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے فرمایا: "جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مکہ کی رؤیت کی پیروی کرنا ضروری ہے، تو اُنہیں معلوم ہونا چاہیے کہ نہ قرآن میں اور نہ حدیث میں اس کا کوئی ثبوت موجود ہے۔" (ماہنامہ البعث الاسلامی، ذوالحجہ ۱۳۹۹ھ) یہ بیان واضح طور پر اس بات کی تردید کرتا ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان مکہ مکرمہ کے کیلنڈر کے مطابق عید یا چاند کی رؤیت کے فیصلے کریں۔

یہ اس بات کی تائید ہے کہ مقامی رؤیت ہی معتبر اور مستقل معیار ہے۔ دنیا بھر کے کئی ممتاز علماء نے اس بات کی تائید کی ہے کہ ہر ملک کو اپنی مقامی چاند کی رؤیت پر اعتماد کرنا چاہیے، اور یہ مثالیں ان لوگوں کے لیے کافی ہیں جو اخلاص سے غور و فکر کریں۔ جب خود سعودی علماء—— حتیٰ کہ ان کے مفتیٔ اعظم—— یہ کہہ چکے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی رؤیت کی پیروی فرض نہیں، تو پھر ہمیں اس پر اصرار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا، یہ رویہ نہ صرف صدیوں کے اجماعی فقہی مؤقف کے خلاف ہے، بلکہ یہ عقل و منطق کے بھی خلاف ہے۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم "سعودی عرب کی پیروی" کر رہے ہیں، مگر: ہم سعودی عرب کے یومِ عرفہ سے پہلے روزہ رکھ لیتے ہیں! ہم عید کی نماز اس وقت پڑھتے ہیں جب حجاج ابھی مزدلفہ میں ہوتے ہیں! کیا واقعی یہی "اتباع" ہے؟

آئیے! ان مقدس دنوں کی حرمت کو اخلاصِ نیت، صحیح فہمِ دین، اور اپنی مقامی جماعتوں میں اتحاد کے ذریعے زندہ کریں—— نہ کہ ایسے لوگوں کی پیروی کے ذریعے جس کی نہ شرعی بنیاد ہے اور نہ عملی حیثیت۔

تکبیراتِ تشریق (جمعہ 6 جون کی فجر سے منگل 10 جون کی عصر تک)

ہر بالغ مسلمان مرد و عورت پر تکبیراتِ تشریق کو ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے (مردوں کے لیے) اور آہستہ آواز سے (عورتوں کے لیے) ایک بار پڑھنا واجب ہے۔

یہ تکبیرات ۹ ذوالحجہ کی فجر (جو اس سال جمعہ 6 جون کو ہے) سے شروع ہو کر ۱۳ ذوالحجہ کی عصر (جو منگل 10 جون کو ہو گی) تک جائیں گی — یعنی کل 23 فرض نمازوں کے بعد۔ تکبیر فوراً فرض نماز مکمل ہونے کے بعد پڑھی جائے۔

تکبیراتِ تشریق کا متن:

اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

نوٹ:

- یہ تکبیرات ہر فرض نماز کے فوراً بعد (یعنی سلام پھیرنے کے بعد) پڑھی جائیں۔
- یہ تکبیرات جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والوں اور انفرادی طور پر نماز پڑھنے والوں دونوں پر واجب ہے۔

تحریر: پاتھ وے ٹو علم ٹیم